آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم نے دلوں کو جیتا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍اگست ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

پچھلے دنوں میں نے بتایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ نوع انسانی کی زندگی میں ایک انقلابِ عظیم بپا ہوا، ایسا انقلاب جس کے مقابلہ میں کوئی اور انقلاب انسانی زندگی میں بپا نہیں ہوا۔ پھر میں نے بتایا تھا کہ یہ انقلاب مادی طاقتوں کے بل بوتے پہ نہیں تھا بلکہ دل جیتے گئے اور خیر اور بھلائی کے سامان نوع انسانی کے لئے پیدا کئے گئے، ان کا دکھ دور کیا گیا اور سکھ اور خوشحالی ان کے لئے پیدا کی گئی۔ دل کیسے جیتے گئے؟

آج میں بڑے ہی اختصار کے ساتھ اس ایک بات کی وضاحت کروں گا۔ اختصار اس لئے ضروری ہے کہ گرمی میری بیماری ہے اور کل کئی گھنٹے شدید گرمی میں مجھے بیٹھنا پڑا اجماعتی کام کے لئے اور اس کا اثر ہے میری طبیعت پر اور اس وقت بھی مجھے گرمی لگ رہی ہے۔ اور میں نے سوچا کہ پچھلے سالوں میں اگر کسی وجہ سے میں خطبہ کے لئے آ نہیں سکا تو میں نے جسے خطبہ کے لئے منتخب کیا اسے ساتھ یہ بھی ہدایت دی کہ دس پندرہ منٹ سے زیادہ نہ بولنا کیونکہ گرمی میں لوگوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور بہتوں کو اونگھ بھی آ جاتی ہے اور اکثر پریشان بھی ہو جاتے ہیں۔ آج میں نے سوچا کہ خود اس پر عمل کروں۔

بہر حال یہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ دل اس انقلابِ عظیم کے لئے بہت بڑے پیمانہ پر کیسے

جیتے گئے اور کیسے جیتے جائیں گے ساری نوعِ انسانی کے دل؟ اس لئے سنو! قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:۵) کہ ایک عظیم خلق پر، اچھے اخلاق جس کی عظمتیں ہیں آپ قائم ہیں (عربی کا لفظ عظیم جو ہے اس کے معنے ہیں کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں) آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''خُلُقٍ عَظِيْمٍ '' پر قائم کیا گیا ہے، اپنی وسعتوں کے لحاظ سے بھی کہ ساری دنیا میں اس کے اثر نے پھیلنا اور نوعِ انسانی کو اس اثر نے اپنے احاطہ میں لینا ہے اور رفعتوں کے لحاظ سے ایسا کہ اس ''خُلُقٍ عَظِيْمٍ '' پر چلتے ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربِ کریم کے انتہائی قریب پہنچ گئے۔ ہر شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر اگر چلے گا تو انتہائی رفعت کو حاصل کر لے گا اپنے دائرۂ استعداد میں۔

اس قدر عظیم ہے یہ خلق، ''خلق عظیم'' جسے کہا گیا ہے، یہ خلق جو ہے وہ بڑا عظیم ہے۔ دشمن ہوتے ہیں، بہت ہی کم لوگ ہوں گے دنیا میں جو لمبا عرصہ دشمن کے وار سہنے کے بعد اور وار بھی انتہائی، تیرہ سالہ زندگی میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے انتہائی مظالم ڈھائے آپ پر، آپ کے متبعین پر، ان میں سے ایک واقعہ یہ بھی تھا کہ اڑھائی سال تک ہر ممکن کوشش کی کہ بھوکوں مر جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ منصوبہ بھی ناکام کیا، پھر جو غلام تھے ان کے، جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو ان تیرہ سالوں میں جب تک کہ انہیں آزاد نہیں کیا اسلامی کوشش نے، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے پیسے خرچ کئے، اوروں نے بھی بڑی قربانیاں دیں ان لوگوں کے دکھوں کو دور کرنے کے لئے، اس سے زیادہ شدید گرمی جس کے نتیجہ میں میں آج خطبہ چھوٹا کر رہا ہوں، تپتی ریت پر ننگے جسموں کو لٹا کر کوڑے مارے گئے ان کو۔ یعنی جتنا انتہائی ظلم آپ سوچ سکتے ہیں اس سے آگے بے انتہا فاصلے طے کرتا ہوا ان کا ظلم نکل گیا۔ اور جب تیرہ سالہ ظلم سہنے کے بعد آپ نے ہجرت کی تو پیچھا کیا اور تلوار کے زور سے آپ کو مٹانے کے منصوبے بنائے لمبا عرصہ یہ بھی ہے۔ بہرحال ان سب مظالم کو سہنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قوت اور عزت اور غلبہ کے نتیجہ میں (جو اس کی صفات ہیں) ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ دس ہزار قدوسیوں کا ایک گروہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مکہ پہنچا تو جو رؤسائے مکہ

اس ظلم کے باپ تھے، ان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنی عزت کی خاطر اور اپنی عورتوں کی عزت کی خاطر تلوار میان سے نکالتے اور بغیر لڑے انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور وہ جانتے تھے، ان کی اندر کی، ان کے نفس کی آواز یہ تھی کہ جس قدر ظلم ہم نے ڈھائے ہیں اب حق ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ہم سے جیسا بھی سلوک کریں، کریں لیکن سلوک کیا کیا ان سے؟ سلوک ان سے یہ کیا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (یوسف: ۹۳) تمہارے سارے گناہ ہم معاف کرتے ہیں، میں اور میرے ماننے والے اور دعا کرتا ہوں مَیں کہ اللہ تعالیٰ بھی معاف کر دے۔(ابن ہشام غزوہ فتح مکہ) انسان جب معافی دے دے تو یہ ضروری نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ بھی اس معافی کو قبول کر لے۔ قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر ہے اس کا۔ لیکن اس مقام کے اوپر خدا تعالیٰ نے جس درد کے ساتھ رؤوسائے مکہ کے لئے اور جو عرب کا ملک تھا اس کی اصلاح اور ان کے اسلام لانے کے لئے دعائیں کی تھیں اس دن اسی درد کے ساتھ خدا کے حضور یہ دعا بھی کی کہ اے خدا! ہم بھی معاف کرتے ہیں اور تو بھی معاف کر۔ اور خدا تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ یہ خلق عظیم ہے۔

آپ کا ہر عمل اتنی عظمتیں رکھتا ہے کہ اس کا تصور انسانی دماغ پوری طرح نہیں کر سکتا۔ ہر دماغ اپنی طاقت کے مطابق اسے کچھ سمجھتا ہے لیکن بڑی عظمتیں ہیں ایسی عظمت کہ جس سے بڑھ کر عظمت نہیں ہو سکتی۔ یہ جو خلق عظیم ہے اس نے دل جیتے۔ اس نے اس یہودی کا دل بھی جیتا جو مہمان آیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس رکھا۔ اس کو اسہال شروع ہو گئے رات کو بستر کے اوپر اجابت ہوگئی اور شرم کے مارے وہ رات کے اندھیرے میں بھاگ گیا وہاں سے کہ کیا منہ دکھاؤں گا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکن اپنے روپوں کی تھیلی، اپنے سکوں کی تھیلی وہیں بھول گیا۔ یہودی آپ جانتے ہیں پیسہ نہیں چھوڑتا، جب اس کو یاد آیا تو شرم پر پیسے کی محبت غالب آئی اور وہ واپس آیا اور اس نے جو نظارہ دیکھا وہ یہ تھا کہ اس گند کو جو وہ پیچھے چھوڑ کے گیا تھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھ خود دھو رہے تھے اور اس کی صفائی کر رہے تھے۔ کوئی ایسی نیکی اس نے کی ہوگی یہودیت میں رہتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئی ہوگی۔ اس طرح اس کے اسلام کے سامان پیدا کر دیئے۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے کہا یا رسول اللہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میری بیعت لیں کوئی شخص جس کا تعلق

خدائے واحد و یگانہ سے سچا نہ ہو وہ اس قسم کے اخلاق کا نمونہ نہیں دکھایا کرتا جو آپ نے دکھایا ہے۔ تو یہ ایک ذریعہ بن گیا اس کے اسلام لانے کا۔

جو صحابہؓ آپ کے نقش قدم پر، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے والے تھے ساری دنیا میں گئے اور جو خلق عظیم اچھے اخلاق اس نقش قدم پر چلنے سے ان کی زندگی میں پیدا ہوئے تھے اس کے نتیجہ میں انہوں نے پیار کے ساتھ، اور یہ پیار ہے جس کا سرچشمہ ''خلق عظیم'' ہے۔ دیکھو حضرت داتا صاحب (مظلوم ہیں بعض لوگ ان کی قبر پہ جا کے سجدہ کر دیتے ہیں) جو خدائے واحد و یگانہ کی وحدانیت کے قیام کے لئے ڈیرہ ڈالے بیٹھے تھے لاہور سے باہر۔ وہاں ہندو گجر تھے، اپنی ساری گندگی کے ساتھ، جسمانی بھی اور اخلاقی بھی، وہ آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کے اخلاق کا اثر لیتے تھے اور لاکھوں آدمی ان کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے، ان سے پہلے جو بزرگ آ کے وہاں بیٹھے تھے، اور جو بعد میں بیٹھے، پھر سارے ہی ہندوستان میں، اسلام جو پھیلا وہ ان بزرگوں کے اچھے اخلاق کے نتیجہ میں پھیلا۔ ان بزرگوں کو اچھے اخلاق ملے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کے۔ جو خلق عظیم خدا تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا، اس میں سے ایک حصہ لے کے، ساری دنیا میں اسلام پھیلا دیا۔ جو روشنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لی وہ روشنی لاکھوں کو منور کر گئی۔ اس لئے محض احمدی بن جانا کافی نہیں جب تک ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات غور سے مطالعہ نہ کریں، انہیں سمجھنے کی کوشش نہ کریں، سمجھنے کے بعد یہ عزم نہ کریں کہ ہم ان نقوشِ قدم پر، پاؤں کے جو نشان ہمیں نظر آ رہے ہیں، اخلاق کے میدان میں ہم ان کے مطابق آگے بڑھیں گے اس راہ پر ہم چلیں گے، اس وقت تک ہم اس انقلابِ عظیم میں کوئی حصہ نہیں لے سکتے جس نے عروج کو اس زمانہ میں پہنچنا تھا۔

پس دعائیں کریں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہر پہلو سے حسین تھا اور اخلاق حسنہ کے لحاظ سے بھی آپ میں جو حسن پایا جاتا تھا، وہ حسن ہماری زندگیوں میں اور ہمارے اخلاق میں پیدا ہوتا کہ ہمارے نمونہ سے متاثر ہو کر دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حرکت کرنے لگے اور آپ کے جھنڈے تلے جمع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲؍اکتوبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲، ۳)